حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مدظلہ
شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ - دہلی

محمد ﷺ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بحیثیت
داعی الی اللہ

مقاصد ــــ خصوصیات ــــ آداب ــــ مراتبِ دعوت

پروپیگنڈے کے غیر معمولی تاثر سے کون انکار کرسکتا ہے۔ یورپ کے اس پروپیگنڈے نے کہ اسلام کی اشاعت تلوار کے زور سے ہوئی ہے۔ دماغوں کو یہاں تک متاثر کیا ہے کہ خود مسلمان بھی آدابِ دعوت و تبلیغ فراموش کر بیٹھے۔ تقریباً ایک صدی پوری گذر گئی کہ علمائے اسلام کے ذہن اور دماغ اس غلط پروپیگنڈے کی تردید میں مصروف رہے۔ "لا اکراہ فی الدین" کو بار بار دہرایا گیا۔ اور اسکی تشریح و تفسیر میں تمام قلمی اور فکری طاقتیں صرف ہوتی رہیں، حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھی گئی تو اس میں بھی یہی تردیدی رنگ غالب رہا مگر قرآنِ حکیم نے دعوتِ اسلام کے جو طریقے بتائے ہیں۔ اور داعیانِ اسلام کے جو فرائض بیان فرمائے ہیں وہ ایک اہم اور ضروری موضوع کی حیثیت سے سامنے نہیں آسکے۔ اس مقالہ میں یہی آداب و فرائض اختصار کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں ؎

عمرے ست کہ آوازۂ منصور کہن شد   من باز بہم قصۂ دار و رسن را

محمد میاں

یاایھا النبی انا ارسلناک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیرًا وبشر المومنین بان لھم من اللہ فضلاً کبیرًا ولا تطع الکافرین والمنافقین ودع اذاھم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا۔ (سورہ احزاب ع ۶ س ۲۲ ع ۲)

دوسروں کو ہم خیال اور ہم نوا بنانے کے سلسلہ میں چند الفاظ مستعمل ہوتے ہیں، ان کے معنی

معنے اور مطلب ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ دعوت ــــ بلانا، پکارنا، کسی کام پر آمادہ کرنا۔ ۲۔ داعی ــــ بلانے والا، پکارنے والا، کسی کو کسی بات پر آمادہ کرنا۔ ۳۔ تبشیر ــــ بشارت دینا، خوشخبری سنانا۔ ایسی خبر دینا جس کا اثر فوری طور پر سننے والے کے چہرے بشرے پر نمایاں ہو جائے۔ ۴۔ مبشر۔ ۵۔ بشیر۔ بشارت دینے والا۔ ۶۔ انذار ــــ آگاہ کر دینا، خبردار کر دینا، ــــــ ، خطرہ کی خبر دینا۔ خطرناک بات کے خطرہ سے خبردار کر دینا۔ ۷۔ منذر، ۸۔ نذیر۔ آگاہ کر دینے والا، خبردار کر دینے والا، ایسی بات کی خبر دینے والا جسمیں کوئی خطرہ ہو۔ ۹۔ تبلیغ ۱۰۔ ابلاغ۔ پہنچانا۔ ۱۱۔ مبلغ۔ پہنچانے والا۔

لیکن اسلام ان الفاظ کو خاص خاص ذمہ داریوں کا عنوان اور خطاب قرار دیتا ہے۔ اسلام کا مطالبہ ہے کہ جب بھی یہ الفاظ استعمال کئے جائیں تو استعمال سے پہلے ان ذمہ داریوں کا احساس ضروری ہے، ورنہ یہ استعمال چرب زبانی، اور ایک طرح کا شاعرانہ تخیل ہوگا جو بارگاہ رب العزت میں سب سے زیادہ مبغوض اور مردود ہے۔ لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ (کیوں کہتے ہو ایسی بات جو کرتے نہیں ہو، یہ بات اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہی زیادہ مبغوض اور قابل نفرت ہے کہ وہ بات کہو جو کرو نہیں)

شعرا کو آوارہ گردوں کا قافلہ اسی لئے کہا گیا کہ: یقولون مالا یفعلون۔ (وہ کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے) نیز ارشاد ہے:

لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا	"جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہو رہے ہیں اور
ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا	چاہتے ہیں کہ ان کاموں کیلئے سراہے جائیں جو
فلا تحسبنھم بمفازۃ من العذاب	انہوں نے کبھی نہیں کئے۔ (علم صحیح اور عمل صالح
ولھم عذاب الیم۔ (آل عمران رکوع ۱۹)	سے محروم ہوں اور مولانا کہلائیں، درد ملت سے
	ناآشنا اور قائد ملت کہلائیں) تو تم ہرگز ایسا نہ سمجھنا کہ وہ (آفت واسطے) عذاب سے بچے رہیں
	گے۔ نہیں۔ یقیناً ان کے لئے (رسوا کرنے والا) دردناک عذاب ہے"

ترجمہ آیات | "اے نبی ہم نے تم کو بھیجا بتانے والا اور خوشی سنانے والا اور ڈر (سنانے والا

لہ ان تمام ذمہ داریوں کی تفصیل و تشریح بہت طویل ہے۔ مگر اس مختصر مضمون میں صرف اشارات کی گنجائش ہے جو آئندہ صفحات میں پیش کئے جا رہے ہیں۔

اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چراغ چمکتا اور خوشی سنا (خوشخبری دے) ایمان والوں کو کہ ان کو ہے خدا کیطرف سے بڑی بزرگی (فضیلت) اور کہا نہ مان منکروں کا اور دغا بازوں کا اور چھوڑ دے ان کو ستانا اور بھروسہ کر اللہ پر اور اللہ بس ہے کام بنانے والا" (موضح القرآن)

آیت کا اردو ترجمہ حضرت مولانا شاہ عبد القادر دہلوی کے الفاظ میں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ انہیں الفاظ کے دامنوں میں آداب و مقاصد تبلیغ کے جو قیمتی جواہر پارے چھپے ہوئے ہیں اب ان کی طرف توجہ فرمائیے۔

آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بیان کئے گئے ہیں فرائض یا طریقہ کار بتانا آیت کا مقصد نہیں ہے۔ مگر خوبی یہ ہے کہ بیان مقاصد کے لئے جو الفاظ لائے گئے ہیں ان سے فرائض، طریق کار اور مبلغ کی خصوصیات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

شاہداً | سب سے پہلا لفظ شاہد ہے۔ شاہد "شہادت دینے والا" شہادت کا مدار مشاہدہ پر ہوتا ہے، جو بات خود اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو یا اپنے کانوں سے سنی ہو۔ اسکی شہادت دی جاسکتی ہے۔ ایسی بات بلا کسی جھجھک کے ڈنکے کی چوٹ پورے بھروسہ اور یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے اور دوسروں کو بھی اس کے مان لینے اور تسلیم کر لینے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی بناء پر شاہد کا فرض ہے کہ اگر اس کے دل میں کھوٹ نہیں ہے تو وہ اپنے مشاہدہ کو یقین اور بھروسہ کی پوری قوت کے ساتھ بیان کرے ورنہ وہ شہادت کا حق پورا ادا نہیں کرے گا۔

نبی اور فلسفی کا فرق | نبی اور فلسفی میں یہی فرق ہوتا ہے کہ نبی جو کچھ کہتا ہے وہ یقین اور اذعان کی پوری قوت کے ساتھ کہتا ہے اس میں کوئی تردد، کوئی شک وشبہ، کوئی وہم یا احتمال اسکو نہیں ہوتا، کیونکہ وہ اس یقین کی بنیاد پر کہتا ہے، جو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں کسی ایسے ذریعہ سے پیدا کر دیتا ہے جو مشاہدہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسکو اور صرف اسی کو "حق" سمجھتا ہے اور اس بناء پر وہ اس "حق" کے لئے ہر قربانی پیش کرنے اور ہر ایک مصیبت جھیلنے کیلئے تیار رہتا ہے، ایک شخص جو کسی بلندی پر کھڑا ہوا آفتاب کو اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہے، دنیا بھر کے اندھے بہرے یا وہ لوگ جو اس بلندی سے نیچے ہیں جو آفتاب کو نہیں دیکھ رہے ہیں یہ سب اپنی فوج بنا کر اس کو مجبور کرنا چاہیں کہ وہ "قرص آفتاب" کے مشاہدہ سے انکار کر دے تو اگر وہ بزدلی کا مریض نہیں ہے تو وہ اس پوری فوج کے ہر ایک مواخذہ کو برداشت کرنے کے لئے تیار

ہو جائیگا۔ اور اس کے لئے تیار نہ ہو گا کہ خود اپنی زبان سے اپنی آنکھوں کو جھٹلائے فلسفی یا محقق کے پاس مشاہدہ نہیں ہوتا۔ نہ مشاہدہ جیسی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اس کے پاس "ظنون" قیاسات اور تجربات ضرور ہوتے ہیں۔ مگر مخالف احتمالات کی پرچھائیاں ان کو اسی طرح دھندلا بنائی رکھتی ہیں کہ یقین کا نور اسے میسر نہیں آتا، وہ اطمینان قلب سے محروم رہتا ہے جب یقین اور اطمینان کی دولت خود اسے میسر نہیں ہوتی تو وہ دوسروں کو یہ دولت کہاں سے بخش سکتا ہے۔ مؤرخ کے پاس روایات کا ذخیرہ ضرور ہوتا ہے۔ مگر لبسا اوقات اصول مسلمہ کے طور پہ یہ بھی تسلیم ہوتا ہے کہ "دروغ برگردن راوی" سائنس کے انکشافات نے بہت سے فکری نظریات اور "تھیوریوں" کو مشاہدہ کی حیثیت دے دی ہے۔ مگر اس کے باوجود ان کو اعتراف ہے کہ کائنات کے رازہائے سربستہ سے وہ ابتک پوری طرح واقف نہیں ہو سکے ہیں۔ ہر ایک راز کے تحت میں ایسے بہت سے راز ہیں جن کے صحیح انکشاف کیلئے نسل انسانی کو ابھی صدیاں گذارنی ہونگی، لہذا جو کچھ آج کہا جارہا ہے وہ آخری فیصلہ نہیں ہے۔

نبی کی بہت بڑی خدمت اور نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم ترین احسان یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ نوع انسانی کو یقین و اذعان کی وہ بیش بہا دولت عطا کرتا ہے کہ دنیا کی کوئی دولت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، پھر یہ یقین ان بنیادی باتوں کے متعلق ہوتا ہے جو انسان کی تعمیر شخصیت کیلئے سنگ بنیاد کی حیثیت رکھتی ہیں مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان کے متعلق صحیح علم حاصل کرنے کا کوئی مادی ذریعہ آج تک ایجاد نہیں ہوا مثلاً کائنات عالم اور نظام قدرت کے اس پورے کارخانہ میں جو ہمارے سامنے ہے، انسان کی حیثیت کیا ہے وہ قطعاً آوارہ و آزاد ہے یا اس کو جواب دہی کرنی ہوگی، موجودہ زندگی کا تعلق مابعد الموت سے کیا ہے۔ موت فنا محض ہے یا اسکی حقیقت انتقال ہے یعنی ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہو جانا۔ اگر انسان ایک ایسی ابدی حقیقت ہے جو موت سے وہ فنا نہیں ہوتی تو بعد الموت اس کو کیا کرنا ہو گا کس طرح کرنا ہو گا۔ جب تک ان جیسی بنیادی باتوں کے بارے میں یقین اور وثوق پیدا نہ ہو۔ نہ جد و جہد اور حرکت عمل کا رخ صحیح ہو سکتا ہے۔ اور نہ عمل اور سعی میں یکسانیت اور استقامت پیدا ہو سکتی ہے۔ یعنی اخلاقی اور روحانی لحاظ سے اسکی شخصیت تعمیر سے قطعاً محروم رہتی ہے۔ آپ ایک تصور قائم کیجئے، مثلاً کسی نبی کی تعلیم سامنے نہ ہو صرف فلاسفہ کی تحقیقات اور موشگافیاں ہوں، پھر حق کا کوئی متلاشی انہیں چند سوالات کے متعلق جو مثالی طور پہ بیان کئے گئے ہیں ان سے

اطمینان حاصل کرنا چاہیے۔ تو کیا کبھی یہی نور اطمینان کی مسرت اور دلجمعی اس کو میسر آسکتی ہے ؟ ہاں ایسی مثالیں ضرور ہیں کہ انہیں سوالات میں جو غلطاں و پیچاں تھے اور تلاش و جستجو کی وادیوں میں بھٹک رہے تھے، ان کو روشنی نظر آئی اور پھر وہ اس روشنی ہی کے ہو گئے لیکن یہ روشنی فلسفہ یا سائنس کی نہیں تھی بلکہ وہ روشنی ہی تھی جو زیر بحث ہے۔ جس کی کرن شمع نبوت کی لو سے پھوٹتی ہے۔

مختصر یہ کہ لفظ شاہد نے ایک طرف خود نبی کے اذعان و یقین کی شہادت دی اور دوسری جانب ہر ایک داعی کو رہنمائی کر دی کہ اس کو دعوت اسی چیز کی دینی چاہیے جس کی صداقت کا اس کو اس طرح یقین ہو جیسے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ یا اپنے کانوں سے سن رہا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ جس کی دعوت دے اسکو بلا کسی جھجک کے ایسے یقین اور وثوق کے ساتھ بیان کرے جس طرح ایک انسان خود اپنے مشاہدہ کو اذعان و یقین کی پوری قوت سے بیان کیا کرتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے پیروکار جس بات کی دعوت دیتے ہیں اسکی شان یہی ہوا کرتی ہے اور اسی لئے وہ اس کے مقابلہ اور مخالفت پر ایک مصیبت کو انگیز کرتے اور ہر ایک قربانی کو برداشت کرنے کیلئے تیار رہا کرتے ہیں۔

مبشراً۔ بشارت دینے والا، خوشی سنانے والا۔ حبیب نبی یقین اور اذعان کی دولت پیش کر رہا ہے تو یہ بہت بڑی بشارت اور مژدۂ جانفزا ہے، ان خستہ جان تشنہ کاموں کیلئے جو تلاش حق میں اپنی عمریں صرف کر رہے ہیں، اور جان عزیز کی تمام آسودگیاں اس جستجو میں قربان کر رہے ہیں، یہی ان کے سوکھے ہونٹوں کو حق و صداقت کے آب حیات سے تر کریگا اور انکے مرجھاتے ہوئے دلوں پر اطمینان کا یہ سایہ رکھیگا۔ لیکن جو لوگ خالی الذہن ہیں یا جو طالب حق ہیں مگر ان کی طلب پیاس کی حد تک نہیں پہنچی۔ ان کے دلوں میں حق و صداقت کا بیج بونے یا اگر وہ کسی درجہ کی طلب رکھتے ہیں تو اس طلب کو بڑھانے اور تلاش جستجو کی حد تک پہنچانے کیلئے یہی ہو سکتا ہے کہ سزا اور عذاب کی باتیں ان کو سنائی جائیں اور اس آفت اور وبال سے انکو خوف زدہ کیا جاوے۔ جو دنیا یا آخرت میں ان پر پڑ سکتا ہے۔ مگر آیت کریمہ میں لفظ مبشر پہلے لایا گیا ہے۔ جس کا اشارہ یہ ہے کہ نبی اور داعی کا پہلا کام یہ ہے کہ سہمانے اور خوفزدہ کرنے کی بجائے بشارت کے پہلو کو مقدم رکھے۔ مایوس کرنے کی بجائے اس کو مانوس کرے اور پُر امید بنائے۔ خوفزدہ انسان کا عمل قہری اور جبری ہوتا ہے۔ اس میں امنگ اور حوصلہ نہیں ہوتا۔ زندگی اور ترقی کیلئے حوصلہ اور امنگ کی ضرورت ہے نبی کی دعوت پیغام زندگی ہے۔ پس اسکی تعلیم میں بشارت

کا انداز نمایاں ہوتا جاتا ہے، تاکہ قوم کے قالب بے جان میں زندگی پیدا ہو اور فروغ پائے۔ عذاب کی بات اس وقت ہے جب اس بشارت سے سرتابی کر کے وہ خود عذاب کی طرف قدم بڑھانے لگے۔

آپ نے سنا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی اجتماع میں جس میں صرف آل ہاشم کے افراد کو خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے دعوت اسلام پیش فرمائی۔ یہ فرمایا تھا میں وہ بات پیش کر رہا ہوں کہ اس جیسی بات کسی عربی نوجوان نے عرب کے سامنے آج تک نہیں کی۔ اس میں دنیا کا بھی فائدہ ہے، اور دین کا بھی۔ اس پر عمل کیا جاوے تو پوری دنیا عرب کے سامنے سر نیاز خم کرے گی، آخرت کی کامیابی کے ساتھ دنیا کی کامرانیاں بھی عربوں کو حاصل ہونگی اس تقریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم یا آتش دوزخ کا نام تک نہیں لایا۔ بلکہ صرف عروج و ترقی کی بشارت بھی سنائی۔ یہی کام داعی حق اور مبلغ شریعت کا ہے۔ نقصان سے پہلے فوائد سناتے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

نذیر: "ڈر سنانے والا" خطرہ سے آگاہ کرنے والا۔ شاہی فرامین ہوں یا جمہوری حکومتوں کے قوانین ان میں قوت و طاقت سزا کی دھمکی سے پیدا کی جاتی ہے۔ مثلاً دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری پر عمل نہ کیا گیا تو دفعہ ۱۸۸ کے بموجب ۶ ماہ تک کی قید اور ایک ہزار تک جرمانہ کی سزا دی جائے گی۔ مگر قرآن شریف میں نبی یا داعی کیلئے جو الفاظ لائے گئے ہیں وہ دھمکی رعب اور دہشت انگیزی کے تصور سے پاک ہیں۔ قرآن پاک میں مختلف عنوانوں[ا] سے بتا دیا گیا ہے کہ نبی پولیس افسر یا کلکٹر کی حیثیت نہیں رکھتا کہ مجرموں کو سزا دلوائے۔ یا سزا دینے کی کوشش کرے۔ نبی پدر مہربان یا مشفق استاد اور مربی ہوتا ہے، جو نوع انسانی کو جو اس کے اہل و عیال کے درجہ میں ہوتی ہے۔ برے کریکٹر کے نتائج بد سے آگاہ کرتا ہے۔ بیشک خوف اور ڈر کی بات یہاں بھی کہی جاتی ہے۔ مگر دھمکی کے انداز میں نہیں بلکہ خیرخواہ کے انداز میں جو اپنی آوارہ منش اولاد کو بہت ہی درد بھرے انداز میں بار بار سمجھاتا ہے کہ اسکی آوارگی کے نتائج کیا ہوں گے۔ قانون کے متعلق عام محاورہ یہ ہے کہ وہ "گونگا بہرہ" ہوتا ہے، اس کو اس کا احساس نہیں ہوتا کہ اس کی زد میں کون آ رہا ہے اور کس کو کتنا نقصان یا نفع پہنچ رہا ہے۔ انصاف پسند اور پابند قانون "حاکم" کے متعلق بھی یہی محاورہ

[ا] لست علیھم بمسیطر (غاشیہ) وما ارسلناک علیھم حفیظاً۔ (نساء)

ہے کہ وہ "عقیم" اور بانجھ ہوتا ہے، جو پدرانہ شفقت کی دستگیری سے محروم اور ناآشنا ہوتا ہے لیکن مہربان باپ نہ گونگا بہرہ ہوتا ہے، نہ عقیم اور ناآشنا درد۔ بلکہ اس کے دل کا ہر ایک ریشہ دردمند ہوتا ہے، وہ اپنی اولاد کی آوارگی سے ہر وقت کڑھتا رہتا ہے اور اسکی کڑھن اس پر نہیں ہوتی کہ اولاد اسکی خدمت کیوں نہیں کرتی وہ اس کے حق میں لاپرواہ اور گستاخ کیوں ہے بلکہ اسکی کڑھن اس پر ہوتی ہے کہ اس گستاخی اور لاپرواہی کے نہایت خراب نتیجے اسکی اولاد کے سامنے آنے والے ہیں۔ وہ سمجھاتا ہے کہ ان حرکتوں کا نتیجہ تمہارے سامنے آنے والا ہے۔ وہ بہت خراب اور بھیانک ہوگا۔ باپ کا دل اس بھیانک نتیجہ کے تصور سے لرزتا ہے۔ یہاں تک کہ بسا اوقات وہ اپنے قابو میں نہیں رہتا اور یہ سمجھتے ہوئے کہ اولاد اس کا کہنا نہیں مانتی وہ اسکو کہنے اور سنانے میں اپنی پوری ہمت صرف کر دیتا ہے۔ اسی کہنے اور سنانے اور نتائج بد سے آگاہ کرنے کا نام "انذار" ہے۔ پس منذر وہ پدر مشفق ہے، جو اپنی اولاد کو اسکی کج روی کے نتائج بد سے بار بار آگاہ کر رہا ہے۔ (باقی آئندہ) ▪▪

دعواتِ حق

حصہ اوّل

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے بلند پایہ اور حکمت آفریں مواعظ اور خطبات کا مجموعہ واصلاح و ہدایت اور وعظ وارشاد کا گنج بے بہا نہایت خوبصورت کتابت، آفسٹ طباعت دوسو سے زائد صفحات، قیمت صرف تین روپے۔ تین کتب طلب فرمانے پر محصولڈاک معاف۔ ۱۰ یا اس سے زائد پہ ۲۵ ٪ کمیشن دی جائے گی۔ آج ہی طلب فرمادیں۔

شائع کردہ

مولانا احمد عبدالرحمٰن صدیقی مکتبۂ حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ صدر